

امام زمانہ(ع) زمین والوں کے لئے امان ہیں

<?xml encoding="UTF-8">

یہ کلام حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے اس جواب کا ایک حصہ ہے جس کو امام علیہ السلام نے اسحاق بن یعقوب کے جواب میں لکھا ہے، اسحاق نے اس خط میں امام علیہ السلام سے غیبت کی وجہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ امام علیہ السلام نے غیبت کی علت بیان کرنے کے بعد اس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ غیبت کے زمانہ میں امام کا وجود بے فائدہ نہیں ہے، وجود امام کے فوائد میں سے ایک ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ امام زمین والوں کے لئے باعث امن و امان ہیں، جیسا کہ ستارے آسمان والوں کے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ دوسری صحیح روایات میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ جیسا کہ اُن روایات میں بیان ہوا ہے: اگر زمین پر حجت (خدا) نہ ہو تو زمین اور اس پر بسنے والے مضطرب اور تباہ و برباد ہوجائیں۔

امام زمانہ علیہ السلام کو اہل زمین کے لئے امن و امان سے اس طرح تشبیہ دینا جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امن و امان ہوتے ہیں؛ اس سلسلہ میں شبہات کی چند چیزیں پائی جاتی ہیں جن میں سے دو چیزوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

۱۔ جس طرح تخلیقی لحاظ سے ستاروں کا وجود اور ان کو ان کی جگہوں پر رکھنے کی حالت اور کیفیت، تمام کرات، سیارات اور کھکشاؤں کے لئے امن و امان اور آرام کا سبب ہے، زمین والوں کے لئے امام زمانہ علیہ السلام کا وجود بھی اسی طرح ہے۔

۲۔ جس طرح ستاروں کے ذریعہ شیاطین آسمانوں سے بھگائے گئے ہیں اور اہل آسمان منجملہ ملائکہ کے امان و آرام کا سامان فراہم ہوا ہے اسی طرح حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا وجود، تخلیقی اور تشریعی لحاظ سے اہل زمین سے، مخصوصاً انسانوں سے شیطان کو دور بھگانے کا سبب ہے۔

امام زمانہ(ع) زمین والوں کے لئے امان ہیں [1]

”بے شک میں اہل زمین کے لئے امن و سلامتی ہوں، جیسا کہ ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں۔“

شرح

یہ کلام حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے اس جواب کا ایک حصہ ہے جس کو امام علیہ السلام نے اسحاق بن یعقوب کے جواب میں لکھا ہے، اسحاق نے اس خط میں امام علیہ السلام سے غیبت کی وجہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ امام علیہ السلام نے غیبت کی علت بیان کرنے کے بعد اس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ غیبت کے زمانہ میں امام کا وجود بے فائدہ نہیں ہے، وجود امام کے فوائد میں سے ایک ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ امام زمین والوں کے لئے باعث امن و امان ہیں، جیسا کہ ستارے آسمان والوں کے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ دوسری صحیح روایات میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ جیسا کہ اُن روایات میں بیان ہوا ہے: اگر زمین پر حجت (خدا) نہ ہو تو زمین اور اس پر بسنے والے مضطرب اور تباہ و برباد ہوجائیں۔

امام زمانہ علیہ السلام کو اہل زمین کے لئے امن و امان سے اس طرح تشبیہ دینا جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امن و امان ہوتے ہیں؛ اس سلسلہ میں شبہات کی چند چیزیں پائی جاتی ہیں جن میں سے دو چیزوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

- ۱۔ جس طرح تخلیقی لحاظ سے ستاروں کا وجود اور ان کو ان کی جگہوں پر رکھنے کی حالت اور کیفیت، تمام کڑات، سیارات اور کھکشائوں کے لئے امن و امان اور آرام کا سبب ہے، زمین والوں کے لئے امام زمانہ علیہ السلام کا وجود بھی اسی طرح ہے۔
- ۲۔ جس طرح ستاروں کے ذریعہ شیاطین آسمانوں سے بھگائے گئے ہیں اور اہل آسمان منجملہ ملائکہ کے امان و آرام کا سامان فراہم ہوا ہے اسی طرح حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا وجود، تخلیقی اور تشریعی لحاظ سے اہل زمین سے، مخصوصاً انسانوں سے شیطان کو دور بھگانے کا سبب ہے۔

فلسفہٴ امامت اور صفات امام [2]

”اوصیائے (الہی) وہ افراد ہیں جن کے ذریعہ خداوند عالم اپنے دین کو زندہ رکھتا ہے، ان کے ذریعہ اپنے نور کو مکمل طور پر نشر کرتا ہے، خداوند عالم نے ان کے اور ان کے (حقیقی) بھائیوں، چچا زاد (بھائیوں) اور دیگر رشتہ داروں کے درمیان واضح فرق رکھا ہے کہ جس کے ذریعہ حجت اور غیر حجت نیز امام اور ماموم کے درمیان پہچان ہو جائے۔ اور وہ واضح فرق یہ ہے کہ اوصیائے الہی کو خداوند عالم گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے اور ان کو ہر عیب سے منزہ، برائیوں سے پاک اور خطاؤں سے دور رکھتا ہے، خداوند عالم نے ان کو علم و حکمت کا خزانہ دار اور اپنے اسرار کا رازدار قرار دیا ہے اور دلیلوں کے ذریعہ ان کی تائید کرتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو پھر تمام لوگ ایک جیسے ہو جاتے، اور کوئی بھی امامت کا دعویٰ کر بیٹھتا، اس صورت میں حق و باطل اور عالم و جاہل میں تمیز نہ ہو پاتی۔“

شرح:

یہ کلمات امام مہدی علیہ السلام نے احمد بن اسحاق کے خط کے جواب میں تحریر کئے ہیں، امام علیہ السلام چند نکات کی طرف اشارہ کرنے کے بعد امام اور امامت کی حقیقت اور شان کو بیان کرتے ہوئے امام کی چند خصوصیات بیان فرماتے ہیں، تاکہ ان کے ذریعہ حقیقی امام اور امامت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے درمیان تمیز ہو سکے:

- ۱۔ امام کے ذریعہ خدا کا دین زندہ ہوتا ہے؛ کیونکہ امام ہی اختلافات، فتنوں اور شبہات کے موقع پر حق کو باطل سے الگ کرتا ہے اور لوگوں کو حقیقی دین کی طرف ہدایت کرتا ہے۔
- ۲۔ نور خدا جو رسول خدا (ص) سے شروع ہوتا ہے، امام کے ذریعہ تمام اور کامل ہوتا ہے۔
- ۳۔ خداوند عالم نے پیغمبر اکرم (ص) کی ذریت میں امام کی پہچان کے لئے کچھ خاص صفات معین کئے ہیں، تاکہ لوگ امامت کے سلسلہ میں غلط فہمی کا شکار نہ ہوں، مخصوصاً اس موقع پر جب ذریت رسول کے بعض افراد امامت کا جھوٹا دعویٰ کریں۔ ان میں سے بعض خصوصیات کچھ اس طرح ہیں: گناہوں کے مقابلہ میں عصمت، عیوب سے پاکیزگی، برائیوں سے مبرا اور خطا و لغزش سے پاکیزگی وغیرہ، اگر یہ خصوصیات نہ ہوتے تو پھر ہرکس و ناکس امامت کا دعویٰ کر دیتا، اور پھر حق و باطل میں کوئی فرق نہ ہوتا، جس کے نتیجہ میں دین الہی پوری دنیا پر حاکم نہ ہوتا۔

”کیا تم نے نہیہدیکھا کہ خداوندعالم نے کس طرح تمہارے لئے پناہ گاہیں قرار دی ہیں تاکہ ان میں پناہ حاصل کرو، اور ایسی نشانیاں قرار دی ہیں جن کے ذریعہ ہدایت حاصل کرو، حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک۔“

شرح

یہ تحریر اس توقیع [4] کا ایک حصہ ہے جس کو ابن ابی غانم قزوینی اور بعض شیعوں کے درمیان ہونے والے اختلاف کی وجہ سے امام علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے، ابن ابی غانم کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا ہے، اور سلسلہ امامت آپ ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ شیعوں کی ایک جماعت نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو خط لکھا جس میں واقعہ کی تفصیل لکھی، جس کے جواب میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے ایک خط آیا، مذکورہ حدیث اسی خط کا ایک حصہ ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام امامت، وصایت اور جانشینی میں شک و تردید سے دوری کرنے کے سلسلہ میں بہت زیادہ سفارش کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وصایت کا سلسلہ ہمیشہ تاریخ کے مسلم اصول میں رہا ہے، اور جب تک انسان موجود ہے زمین حجت الہی سے خالی نہیں ہوگی، امام علیہ السلام نے مزید فرمایا: ”تاریخ کو دیکھو! کیا تم نے کسی ایسے زمانہ کو دیکھا ہے جو حجت خدا سے خالی ہو، اور اب تم اس سلسلہ میں اختلاف کرتے ہو؟“

امام علیہ السلام نے حدیث کے اس سلسلہ میں امامت کے دو فائدے شمار کئے ہیں:

۱۔ امام، مشکلات اور پریشانیوں کے عالم میں ملجا و ماویٰ اور پناہ گاہ ہوتا ہے۔

۲۔ امام، لوگوں کو دین خدا کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

کیونکہ امام معصوم علیہ السلام نہ صرف یہ کہ لوگوں کو دین اور شریعت الہی کی طرف ہدایت کرتے ہیں بلکہ مادی اور دنیوی مسائل میں ان کی مختلف پریشانیوں کو بھی دور کرتے ہیں۔

علم امام کی قسمیں [5]

”ہم (اہل بیت) کے علم کی تین قسمیں ہوتی ہیں: گزشتہ کا علم، آئندہ کا علم اور حادث کا علم۔ گزشتہ کا علم تفسیر ہوتا ہے، آئندہ کا علم موقوف ہوتا ہے اور حادث کا علم دلوں میں بھرا جاتا اور کانوں میں زمزمہ ہوتا ہے۔ علم کا یہ حصہ ہمارا بہترین علم ہے اور ہمارے پیغمبر (ص) کے بعد کوئی دوسرا رسول نہیں آئے گا۔“

شرح

یہ الفاظ امام زمانہ علیہ السلام کے اس جواب کا ایک حصہ ہیں جس میں علی بن محمد سمري (علیہ الرحمہ) نے علم امام کے متعلق سوال کیا تھا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کتاب ”مرآة العقول“ میں ان تینوں علم کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”علم ماضی سے وہ علم مراد ہے جس کو پیغمبر اکرم (ص) نے اپنے اہل بیت علیہم السلام سے بیان کیا ہے؛ نیز

یہ علم ان علوم پر مشتمل ہے جو گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور گزشتہ امتوں کے واقعات کے بارے میں ہیں اور جو حوادث ان کے لئے پیش آئے ہیں اور کائنات کی خلقت کی ابتداء اور گزشتہ چیزوں کی شروعات کے بارے میں ہیں۔

علم ”غابر“ سے مراد آئندہ پیش آنے والے واقعات ہیں؛ کیونکہ غابر کے معنی ”باقی“ کے ہیں، غابر سے مراد وہ یقینی خبریں ہیں جو کائنات کے مستقبل سے متعلق ہیں، اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے اس کو ”موقوفہ“ کے عنوان سے یاد کیا ہے جو علوم کائنات کے مستقبل سے تعلق رکھتے ہیں وہ اہل بیت علیہم السلام سے مخصوص ہیں، موقوف یعنی ”مخصوص“۔

”علم حادث“ سے مراد وہ علم ہے جو موجودات اور حالات کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے، یا مجمل چیزوں کی تفصیل مراد ہے۔۔۔ ”قَدْفُ فِي الْقُلُوبِ“، سے خداوند عالم کی طرف سے عطا ہونے والا وہ الہام مراد ہے جو کسی فرشتہ کے بغیر حاصل ہوا ہو۔

”تَقَرُّ فِي الْأَسْمَاعِ“، سے وہ الہی الہام مراد ہے جو کسی فرشتہ کے ذریعہ حاصل ہوا ہو۔ تیسری قسم کی افضلیت کی دلیل یہ ہے کہ الہام (چاہے بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ) اہل بیت علیہم السلام سے مخصوص ہے۔

الہی الہام کی دعا کے بعد ممکن ہے کوئی انسان (ائمہ علیہم السلام کے بارے میں) نبی ہونے کا گمان کرے، اسی وجہ سے امام زمانہ علیہ السلام نے آخر میں اس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ [6]

ماخذ

- [1] کمال الدین، ج ۲، ص ۴۸۵، ح ۱۰؛ الغیبة، شیخ طوسی، ص ۲۹۲، ح ۲۴۷؛ احتجاج، ج ۲، ص ۲۸۴؛ اعلام الوری، ج ۲، ص ۲۷۲، کشف الغمۃ، ج ۳، ص ۳۴۰، الخرائج والجرائع، ج ۳، ص ۱۱۵، بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۸۱، ح ۱۰۔
- [2] الغیبة، طوسی، ص ۲۸۸، ح ۲۴۶، احتجاج، ج ۲، ص ۲۸۰، بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۹۴-۱۹۵، ح ۲۱۔
- [3] الغیبة، شیخ طوسی، ص ۲۸۶، ح ۲۴۵، احتجاج، ج ۲، ص ۲۷۸، بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۷۹، ح ۹۔
- [4] توقیع، امام زمانہ علیہ السلام کے اس خط کو کہا جاتا ہے جس کو آپ نے کسی کے جواب میں بقلم خود تحریر کیا ہو۔ (مترجم)
- [5] دلائل الامامة، ص ۵۲۴، ح ۴۹۵، مدینة المعاجز، ج ۸، ص ۱۰۵، ح ۲۷۲۰۔
- [6] دیکھئے: مرآة العقول، ج ۳، ص ۱۳۶ تا ۱۳۷۔